جماعت 10

مضمون : نوائے اُردو

میڈیم : اُردو

નવાએ ઉર્દૂ ધો. 10

ریاستی حکومت کے شعبۂ تعلیم کے ذریعے نصاب میں
منظور کردہ اور نصابی کتاب میں شامل کردہ

باب 1 : سُپردگی

باب 2 : وطن پرستی کی سنجیونی

تमसो मा ज्योतिर्गमय

گجرات راجیہ شالا پاٹھیہ پُستک منڈل
گاندھی نگر

1 سُپردگی

شریمد بھگود گیتا کرمایوگ (نیک عمل)، بھکتی یوگ (عبادت) اور گیان یوگ (تحصیلِ علم) کا تریوینی سنگم ہے۔ خاص بات یہ کہ اِس تریوینی میں گنگا، جمنا، سرسوتی کے تین دھارے ایک ساتھ ہونے کے باوجود واضح طور پر منفرد بھی نظر آتے ہیں۔ تاہم یہاں تینوں دھارے جذبۂ وحدت سے باہم منحصر رہ کر اس طرح مدغم ہیں کہ تینوں مشترک صورت میں ایک ساتھ بہتے ہیں۔ تاہم باب 7 تا 12 میں، بالخصوص بھکتی (عبادت) یوگ کو تفصیل سے سمجھایا گیا ہے۔ شریمد بھگود گیتا میں بیان کردہ عقیدت خاص ہے، کیوں کہ یہاں ہمارا کرم (عمل) بذاتِ خود بھکتی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اگر اِس کتاب میں بیان کردہ بھکتی یوگ کے راستے کو سمجھیں تو یہ کسی بھی مقام پر کسی بھی وقت بنی نوعِ انسان کے لیے مفید اور راہنما بن جاتا ہے۔

گیتا میں بیان کردہ بھکتی یوگ کو سمجھنے سے پہلے، بھکت اور بھکتی کی اصطلاحات کو سمجھنا لازمی ہے۔

جو شخص اپنی ذاتی وابستگی کو ترک کرتا ہے اور پوری کائنات کے اجتماعی شعور پر پھیلی ہوئی ہستی کی ہمہ گیریت کے سلسلے میں بھگوان کے لیے عمل کرتا ہے وہ ایک بھکت (عقیدت مند) ہے۔ گروڑ پُران نے بھکتی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ

भज इत्येष वै धातुः सेवायां परिकीर्तितः।

(یعنی لفظ بھکتی، فعل भज سے ماخوذ ہے، جس کے معنی خدمت کے ہیں۔) ہم भक्ति لفظ کا مطلب پوجا-پاٹھ کر لیتے ہیں جو اس کا ایک محدود مفہوم ہے۔ جب کہ بھکتی کا مذکورہ مفہوم ایک وسیع اور آزاد مفہوم ہے۔ اِس لحاظ سے سپردگی کے جذبے سے کی جانے والی کسی بھی سرگرمی کو اِس میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ سمجھداری کے ساتھ کیے جانے والے تمام کام بھکتی کی اصطلاح کے تحت آسکتے ہیں اگر وہ خلوص نیت سے اور سپردگی کے جذبے کے ساتھ کیے جائیں۔ بھگود گیتا اِس کی وضاحت کچھ یوں کرتی ہے...

ये तु सर्वाणि कर्माणि मयि संन्यस्य मत्पराः |
अनन्येनैव योगेन मां ध्यायन्त उपासते || (गीता 12.6)

(یعنی مجھ سے لو لگانے والے جو عقیدت مند اپنے تمام اعمال مجھے نذر کر کے، مجھ (سگُن سوروپ) پرمیشور (خدا) کو خالص بھکتی یوگ سے مسلسل پوجتے رہتے ہیں۔)

اِس شلوک کا مفہوم یہ ہے کہ ہم اپنے تمام کام اِس جذبے کے ساتھ کریں کہ پرمیشور گواہ ہے اور اگر ہم اِس پختہ عزم کے ساتھ کام کریں کہ ہمارا کام بزرگ و برتر بھگوان کے لیے وقف کرنا ہے تو وہ کام فطری طور پر ہوجائے گا۔ مثال کے طور پر اگر باورچی خانے میں تیار کیا گیا کھانا براہِ راست ہماری پلیٹ میں آجائے تو اُسے صرف کھانا کہا جاتا ہے، لیکن پربھو کو پیش کرنے سے یہ پرساد بن جاتا ہے۔ اب اگر ہم روزانہ کھانا اِس لگن کے ساتھ تیار کریں کہ اسے بھگوان کی رضا کے لیے پیش کیا جائے تو وہ کھانا فطری طور پر تقدس اور نیک نیتی سے لبریز ہوگا۔ اِس عمل میں جسمانی مشقت کے ساتھ ذہنی سپردگی کے اتحاد کا مطلب ہے یوگ، جو بھکتی کو تشکیل دیتا ہے۔

جب کچھ بھی پیش کرنے کی بات آتی ہے تو فوراً ہی شریمد بھگود گیتا کا یہ شلوک ذہن میں آتا ہے۔

पत्रं पुष्पं फलं तोयं यो मे भक्त्या प्रयच्छति |
तदहं भक्त्युपहृतमश्नामि प्रयतात्मन: || (गीता 9.26)

(یعنی دیگر جو بھی عقیدت مند مجھے پتّے، پھول، پھل، پانی وغیرہ محبت کے ساتھ پیش کرتا ہے اُس معصوم ذہن عقیدت مند کی طرف سے محبت سے پیش کردہ پتّوں، پھول وغیرہ کو میں مجسم نما ہوکر بڑی محبت کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔)

جب ہم اس شلوک کو پڑھتے ہیں تو ہمیں ایک بات سمجھ لینی چاہیے کہ پرماتما کائنات میں سب سے عظیم ہونے کے باوجود اگر ہم اُسے معمولی سی چیز بھی خلوص دِل سے نذر کریں تو وہ اُسے بھی قبول کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ یہاں ہمیں سیکھنا چاہیے کہ ہمارے دوستوں کے سالگرہ، شادی وغیرہ جیسے مواقع پر کچھ بچّے سستے تحائف دینے میں خود کو کمتر محسوس کرتے ہیں۔ مہنگے تحفے لینے کے لیے ماں باپ سے ضد کرتے ہیں، یہ بھی بولتے نظر آتے ہیں کہ سب قیمتی تحفہ دیتے ہیں جبکہ اگر میں معمولی تحفہ دوں گا تو میرا تحفہ کمتر تسلیم کیا جائے گا۔ پھر اگر اِس مقام سے دینے اور لینے والے یہ بات سمجھ لیں کہ کوئی بھی چیز بہترین اور بے مثال بن جاتی ہے، جب اُس کا تعلق ذہن کی پاکیزگی سے ہو۔ پھر دینے والا اور لینے والا دونوں فخر محسوس کریں گے۔

ہمارے لین-دین میں، روزمرہ کے معاملات میں اور فرائض واعمال میں خیر کا جذبہ ہونا چاہیے۔ خیر کا جذبہ فوری طور پر پُختہ نہیں ہوجاتا، بلکہ اُس کی مشق کرنی پڑتی ہے۔ بھگوان شری کرشن مشق کی ضرورت کو ظاہر کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ

अथ चित्तं समाधातुं न शक्नोषि मयि स्थिरम् |
अभ्यासयोगेन ततो मामिच्छाप्तुं धनञ्जय || (गीता 12.9)

(یعنی اگر تو استقامت کے ساتھ مجھ سے لَو نہیں لگا پاتا تو اے دھننجے، مشق کی صورت میں یوگ کے ذریعے مجھے حاصل کرنے کی تمنّا کر۔)

ہم نے دماغ کو پرماتما سے جوڑ کر عمل کرنے کی بات کی، لیکن ذہن تیز رفتار گھوڑے کی مانند ہے، اُس پر قابو پانا کٹھن ہے، لیکن ناممکن نہیں۔ ارجُن خود کہتا ہے ''चञ्चलं हि मनः कृष्ण !'' مَن خوب چنچل ہے۔ جس طالبِ علم کو پرندے کی آنکھ کے ماسوا کچھ اور نظر نہ آتا ہو ایسا مرکوز اور متوجہ ذہن کا حامل بچہ کہتا ہے کہ مَن چنچل ہے، تو ہمیں تو اس کا مطلب سمجھنا ہی ہوگا۔

اِس کا حل مشق کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ مشق یعنی (चित्तस्य सर्वतः समाहत्य पुनः पुनः स्थापनम् अभ्यासः) ذہن کو مسلسل ایک جانب مرکوز رکھ کر، کسی ایک عمل کے لیے مسلسل اور سخت کوششیں کرتے رہنا۔ اس طرح ایک ہی عمل کی مسلسل مشق سے اِرتکاز بڑھتا ہے۔ آج پڑھا ہوا سبق ایک بار میں ہی اچھی طرح تیار نہیں ہوسکتا لیکن اُسے بار بار پڑھا جائے اور سمجھا جائے، کُلّیت کے ساتھ اُس کا مطالعہ کیا جائے تو یہ ٹھوس ہوجاتا ہے اور امتحان میں متوقع نتیجہ دیتا ہے۔ یہ ہے مشق کی اہمیت۔ کسی بھی کام کی تکمیل میں مشق کی بڑی اہمیت ہے۔

آ یئے، ایک اور مثال سے اِسی بات کو مزید پختہ کریں۔ جب کوئی سائنس داں کوئی تحقیقی کام شروع کرتا ہے تو وہ اُسے ایک کام کے طور پر قبول کرتا ہے، لیکن اس کی مسلسل سرگرمی اور غور وفکر اُسے اس کام کے ساتھ ایک نئی شناخت فراہم کرواتی ہے۔ یہ شناخت مشق کا نتیجہ ہے۔ جب طلبہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد نوکری یا پیشے میں شامل ہوتے ہیں اور کام قبول کرتے ہیں تو ابتداءً یہ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف حصولِ زر کے لیے ہے یا صرف اپنی ضروریات کو پورا کرنا ہے لیکن رفتہ رفتہ وہ کام بار بار، ذہن کی یکسوئی کے ساتھ کرنے سے وہ کام اُن کی پہچان بن جاتا ہے۔ وہ کام محض ایک عام کام نہیں بلکہ وہ اُن کی زندگی کے مترادف ہوجاتا ہے۔ ایسا بار بار کی کوششوں سے ہوتا ہے۔ پچاس جگہوں پر چھوٹے گڑھے کھودے جائیں تو بھی پانی نہیں نکلتا، لیکن کسی ایک جگہ مسلسل کھدائی کرنے سے وہاں کنواں بن جاتا ہے اور کنویں سے پانی نکلنے لگتا ہے۔ ہمالیہ میں سے نکلنے والی پانی کی ایک چھوٹی سے دھار ایک ہی سمت میں مسلسل بہتی رہتی ہے لیکن ہریدوار پہنچنے تک وہ ایک بھرپور گنگا ندی بن جاتی ہے۔ اِسی طرح مسلسل مشق ضروری ہے۔

اگر مشق دشوار لگتی ہے تو بھگود گیتا میں ایک اور طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔

अथैतदप्यशक्तोऽसि कर्तुं मद्योगमाश्रित: |

सर्वकर्मफलत्यागं तत: कुरु यतात्मवान् || (गीता 12.11)

(یعنی اگر تو میرے لیے کرم بھی نہیں کرسکتا ہے تو مجھ پر منحصر ہو کر سبھی کرموں کے پھلوں کو ترک کر کے مکمل سپردگی کے ساتھ عظیم عالم کی پناہ لے، ان کی ترغیب سے کرم اپنے آپ ہونے لگے گا۔)

اِس شلوک میں (1) मद्योगमाश्रित: (مجھ سے منسلک) (2) यतात्मवान् (آزاد ذہن کا حامل)۔ یہ دو فقرے باہم تکمیلی ہونے کے باوجود بظاہر متصادم معلوم ہوتے ہیں، لیکن اگر ہم یہ سمجھ لیں تو ہماری زندگی کی ہر سرگرمی میں ہمیں خوداعتمادی حاصل ہوجاتی ہے۔ ابھی ہم دیکھتے ہیں کہ کئی بار کام قبول کرنے کے بعد ہمارے اندر خود اعتمادی کا فقدان نظر آتا ہے۔ کام بڑا، چیلینج بڑا اور ہم خود اس کے سامنے کمزور وناتواں محسوس کرنے لگتے ہیں۔ تاہم پابندیاں، ہاتھی کی جسامت جتنی بڑی نہیں ہوتیں اور اندھیرے جتنا بڑا چراغ نہیں ہوتا۔ تالے جتنی بڑی چابی نہیں ہوتی پھر بھی وہ کامیاب ہوتی ہے۔ بھگوان ہمارے ساتھ ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم اکیلے نہیں۔ یہ بھی مان کر بیٹھ نہیں جانا چاہیے کہ بھگوان ساتھ ہیں تو وہ کام مکمّل کردیں گے۔ ہم آزاد ذہن کے ساتھ ہیں اور آزاد ہیں۔ یہ ماننا چاہیے، ہم عزم کریں گے تو بھگوان ہماری مدد کریں گے، ہمارا کام خود ہمیں انجام دینا ہے اور پورے دِل سے کرنا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو بھگوان ضرور ہماری مدد کریں گے۔

نتیجتاً اگر ہم ہر کام کو اِس طرح کرتے ہیں تو کام مکمل ہونے کے بعد ہمیں تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی بلکہ سپردگی سے کام کرنے پر اطمینان محسوس ہوتا ہے۔ ہم طمانیت اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔

جو شخص اس طرح عمل کرتا ہے وہ پرماتما کا زیادہ قرب حاصل کرتا ہے، جسے ہم عقیدت کی صفت سے جان سکتے ہیں۔

सन्तुष्ट: सततं योगी यतात्मा दृढनिश्चय: |

मय्यर्पितमनोबुद्धिर्यो मद्भक्त: स मे प्रिय: || (गीता 12.14)

(یعنی وہ یوگی (انسان) جو مسلسل مطمئن رہتا ہے، جس نے حواس-دماغ سمیت جسم کو مسخر کر رکھا ہے اور مجھ پر اٹل بھروسہ رکھتا ہے، جس نے اپنا مَن اور عقل مجھے نذر کردیا ہے ایسا عقیدت مند مجھے عزیز ہے۔)

तुल्यनिन्दास्तुतिर्मौनी सन्तुष्टो येन केनचित् |

अनिकेत: स्थिरमतिर्भक्तिमान्मे प्रियो नर: || (गीता 12.19)

(یعنی وہ جو تعریف وملامت کو مساوی سمجھے، غور وفکر کرنے والا اور ہر طرح سے جسم کی غذا پر قناعت کرنے والا اور مکان کے اعتبار سے حریص اور لگاؤ نہ رکھنے والا۔ ایسا مستقل مزاج عقیدت مند انسان مجھے عزیز ہے۔)

اِن شلوک میں سے ''संतुष्ट'' (مطمئن) لفظ ہمیں بتاتا ہے کہ اپنے شعبے میں ہمیں خوب کام کرنا چاہیے لیکن کبھی بھی کسی طمع کے ساتھ کام نہیں کرنا چاہیے۔ جو ملا ہے وہ کافی ہے۔ جو چیز فطری طور پر حاصل ہوجائے اس سے مطمئن ہوجانا آپ کو تناؤ، ڈپریشن جیسی کمزور ذہنیت سے بچا سکتا ہے۔ اگر اطمینان حاصل نہ ہو تو اندر کا تخت بھی گر جائے گا۔ عدم اطمینانی کی وجہ سے ہم اس سے بھی لطف اندوز نہیں ہوں گے جو ہمیں حاصل ہے۔

شلوک میں ایک لفظ ہے'' दृढनिश्चय: '' (یعنی عزمِ مصمّم والا)۔ ہم رات کو سونے سے پہلے سوچتے ہیں کہ صبح صادق اُٹھ کر ورزش، یوگ، مشق، عبادت کریں گے۔ تاہم ایسا ہوتا ہے کہ کئی بار صبح موبائل میں الارم بجتا ہے اور ہم اسے بند کرکے دوبارہ سوجاتے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے مصمّم عزم کیا ہو تو یہ عزم ہمیں دوبارہ سونے نہیں دے گا۔ ہم خود اپنی ذات کو ایسی آزادی نہیں دیں گے اور اگر ہم پُرعزم رہیں تو ہم متوقع نتائج لا سکتے ہیں۔ طالبِ علمی کی زندگی میں عزم بہت ضروری ہے۔ اُس کے بعد'' तुल्यनिन्दास्तुति: '' (تنقیص) یہ لفظ بھی طلبہ کو سمجھنا ضروری ہے اور یہ قابلِ عمل ہے۔ بھگود گیتا میں کئی بار کہا گیا ہے کہ تنقید اور تعریف کو یکساں طور پر قبول کرنا چاہیے۔ یہاں تنقید کا لفظ پہلے آتا ہے کیوں کہ زندگی میں تنقید کا سامنا کرنے کے لیے زیادہ تیار رہنا پڑتا ہے۔ جسے تنقید سے خوف آتا ہو وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔ سوشیل میڈیا پر کوئی منفی تبصرہ کردے، لائکس کم ملے، معمولی سی ڈانٹ یا تنقید کے ایک دو جملے بھی کبھی ہمیں ناگوار گزرتے ہیں، ہم اسے برداشت نہیں کر پاتے۔ یہاں بھگود گیتا کہتی ہے کہ تنقید یا نقص سننے میں کبھی پیچھے نہ ہٹیں۔ اگر ہم مقابلہ کریں گے تو سرخروئی حاصل ہوگی۔

اِس طرح بھگود گیتا نے خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اگر ہم ہر عمل ایشور کی عقیدت اور سپردگی سے کریں تو ہر اچھا عمل بھکتی یوگ میں منتج ہوتا ہے۔

زندگی کے فرائض، اگر ہمہ گیر پرماتما کی عقیدت کے ساتھ نبھائے جائیں تو یہ ہر عمل مفادِ عامّہ کا عمل بن جاتا ہے۔ یہ بہترین عقیدت ہے۔

الفاظ و معانی

ادویت - اٹوٹ، جو علٰیحدہ نہ ہو (واحد)، **سپردگی** -مکمّل عقیدت کے ساتھ وقف، **مشق** - بار بار کی سرگرمی، **کمتری** - چھوٹاپَن

مشق

1. **مندرجۂ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیجیے :**

(1) بھگود گیتا کس کا تروینی سنگم ہے؟

(2) भज् لفظ کا بنیادی مطلب کیا ہے؟

(3) ''مشق'' سے کیا مراد ہے؟

2. **اِس سبق کی بنیاد پر درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے :**

(1) پھول، پتّیاں، پھل اور پانی نذر کرنے کا مظہر ہمیں کیا سبق دیتا ہے؟

(2) مشق کی کیا اہمیت ہے؟ مثال دے کر وضاحت کیجیے۔

(3) آج کے تناظر میں بھکتی یوگ کی اہمیت سمجھائیے۔

طالبِ علم کی سرگرمی :

(1) شریمد بھگود گیتا کے باب–12 کو سُرتال اور لَے کے ساتھ باترنّم پڑھنا۔

(2) سپردگی کے جذبے کا اظہار کرنے والے اشلوک بھگود گیتا میں سے تلاش کرنا اور اُنھیں خوشخط میں لکھنا۔

اساتذہ کی سرگرمی :

(1) یتی اصولوں کو مدّنظر رکھ کر باب–12 کو گائیے اور انشٹوپ چھند کے قوانین کے مطابق اسے سکھائیے۔

(2) بھکتی سے متعلق شلوک تلاش کر کے طلبہ کو دیجیے۔

(3) شریمد بھگود گیتا سے چھوٹے چھوٹے موضوعات منتخب کر کے سرگرمیاں، تقاریر، مکالمے وغیرہ کا اہتمام کیجیے۔

(4) مثالوں کے ساتھ وضاحت کیجیے کہ بھگود گیتا کا بیان کردہ جذبہ سُپردگی، موجودہ تناظر میں یا سیکھنے کی سرگرمی میں کس طرح مددگار رہے؟

• • •

2 وطن پرستی کی سنجیونی

’شریمد بھگود گیتا‘ ویدوں اور اپنیشدوں کا ایک مجموعہ ہے جو انسان کو عملی علم بخشتا ہے۔ جو مادرِ وطن کے لیے جانیں قربان کرنے والے شہداء کو ترغیب بھی دیتا ہے اور اُن کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو مہم جوئی، شجاعت، بہادری، صبر اور قربانی کے جذبے کو اُبھارتی ہے۔ گیتا کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ہی محبّ وطن لال، بال اور پال سبھاش چندر بوز، گاندھی جی وغیرہ نے مسلح اور عدم تشدد کی تحریکوں میں کردار ادا کیا ہے۔ گیتا نے کس طرح حرّیت پسندوں کی زندگیوں میں حوصلہ پیدا کیا ہے، اس کی ایک عام مثال فطری انداز میں اس مضمون میں پیش کی جاتی ہے۔

ہندوستانی ثقافت کا ایک نادِر ورثہ شریمد بھگود گیتا 18 ابواب، 700 شلوک پر مشتمل ہے۔ گیتا کا حتمی مقصد بنی نوعِ انسان کی فلاح وبہبود ہے، جو کسی مخصوص مذہب، ذات یا فرد کے لیے نہیں بلکہ مکمل بنی نوعِ انسان کے لیے فائدہ مند ہے۔ چاہے وہ کسی بھی ملک، فرقے، برادری، ذات یا رنگت کا ہو، اگر وہ گیتا پر تھوڑا سا بھی انحصار کرلے تو اُس کی زندگی بامعنی ہوجاتی ہے۔ اس حقیقت کی تصدیق کرنے والے شہداء کا سلسلہ ہندوستان کی شاندار تاریخ میں سنہری حروف سے بیان کیا گیا ہے۔

صدیوں سے ہندوستان کی عوام گیتا کے علم سے سرشار ہے۔ ہندوستانی ثقافت کی بانہوں میں پروان چڑھنے والے بہادر، عظیم خواتین اور عظیم ہستیوں نے اپنی انتھک کوششوں سے اس تہذیب وثقافت کی حفاظت کی ہے اور اس میں اضافہ کیا ہے۔

ہندوستان کی شاندار تاریخ میں ہم گواہ ہیں کہ ہندوستان پر وقتاً فوقتاً متعدد غیر ملکی عوام نے حملہ کیا ہے، لیکن ہم نے ہمیشہ ثقافت کا تحفّظ کیا اور استقامت کے ساتھ کھڑے ہوکر فلاحِ عالم کے جذبے کے ساتھ اس تہذیب کو زندہ رکھا ہے۔ اِس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ بہت سے عظیم انسانوں نے ہندوستان کو محفوظ، مستحکم اور خود مختار بنانے کے لیے بہبودیٔ عالم کے جذبے سے سرشار ہوکر گیتا کے علم پر انحصار کیا ہے۔ گیتا کے علم وعرفان کے سمندر میں ڈوب کر انفرادی جذبات کو گیتا کے رنگوں میں ڈھال کر اسے قومی جذبے میں تبدیل کردیا ہے۔ جب مجاہدینِ آزادی کو سزائے موت دی گئی تھی تب انھوں نے گیتا گیان کی قوت سے اپنے چہروں پر مسکراہٹ سجا کر شہادت کا جام نوش کیا تھا۔ گیتا کے یہ اشلوک انفرادی قوت فراہم کرتے ہیں...

य एनं वेत्ति हन्तारं यश्चैनं मन्यते हतम् |
उभौ तौ न विजानीतो नायं हन्ति न हन्यते || (गीता 2.19)

(یعنی جو اِس روح کو قاتل سمجھتا ہے اور جو اِسے مقتول سمجھتا ہے، دونوں کو معلوم نہیں، کیوں کہ روح نہ تو کسی کو مارتی ہے اور نہ ہی کسی سے مرتی ہے۔)

नैनं छिन्दन्ति शस्त्राणि नैनं दहति पावक: |

न चैनं क्लेदयन्त्यापो न शोषयति मारुत: || (गीता 2.23)

(یعنی ہتھیار اس روح کو چھید نہیں سکتے، آگ اُسے جلا نہیں سکتی، پانی اُسے تحلیل نہیں کرسکتا اور ہوا اُسے خشک نہیں کرسکتی۔)

گیتا کے علم سے خود کو آہنگ کرنے والے بہادر ''بھارت ماتا کی جئے'' کے بُلند نعرے لگاتے ہوئے مادرِ گیتی کی خاطر شہید ہوتے تھے۔ اگر کسی کو پھانسی دی گئی تو اسی علاقے سے دوسرے بہت سے بہادر کھڑے ہوجاتے تھے۔ ایسے ہی ایک مجاہد خودی رام بوز 3 دسمبر 1889 کو مغربی بنگال کے مِدناپور ضلع میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے گیتا کا سہارا لیکر وطن پرستی کے ترانے گاتے ہوئے جنگِ آزادی میں صرف 19 سال کی عمر میں اپنی جان نچھاور کردی۔ بنگ بھنگ تحریک میں نمایاں کردار ادا کرنے والے خودی رام بوز کو جب مظفّر پور کی جیل میں عیسوی سن 1908 میں پھانسی دی گئی اُس وقت اُن کے ہاتھوں میں تھی ''شریمد بھگود گیتا''۔ اس عظیم کتاب میں بیان کردہ روح کی لافانیت کو انھوں نے حاصل کرلیا۔

अच्छेद्योऽयमदाह्योऽयमक्लेद्योऽशोष्य एव च |

नित्य: सर्वगत: स्थाणुरचलोऽयं सनातन: || (गीता 2.24)

(یعنی کیوں کہ یہ روح اچھید یہ (جسے چھیدا نہ جاسکے)، اداہیہ (جسے جلایا نہ جاسکے)، اکلیدھیہ (جسے بھگویا نہ جاسکے)، اشوشیہ (جسے جذب نہ کیا جاسکے) ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ وہ قائی ہمہ گیر، مستقل، دائمی اور سناتن ہوتی ہے۔)

جب اپریل 1929 میں نوجوانوں کے ہر دِل عزیز ویر بھگت سنگھ کو قومی اسمبلی میں بم پھینکنے کے جُرم میں جیل کی سزا ہوئی تو اُس نے جیل انتظامیہ سے شریمد بھگود گیتا مانگی۔ یہ معاملہ اس وقت کے انگریزی روزنامہ ''دی ٹریبونل'' میں چھپا تھا۔ اُس کا عنوان تھا "S. Bhagatsingh wants Geeta" بھگت سنگھ کو جیل میں دی گئی گیتا آج بھی لاہور کے شہیدِ اعظم میوزیم میں رکھی گئی ہے، جس پر ویر بھگت سنگھ کے دستخط نظر آتے ہیں۔

بائیں ہاتھ سے داہنی جانب کی مونچھوں کو تاؤ دینے والی تصویر سے ہم سب واقف ہیں۔ وہ عظیم محبّ وطن انقلابی چندر شیکھر آزاد ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے بائیں کندھے پر یگنوپویت، جیب میں گیتا اور کمر پر پستول رکھا کرتے تھے۔ اُن دِنوں میں بھی، جب وہ چھپ چھپ کر رہتے تھے اور برطانوی مظالم کے خلاف آزادی کے لیے جدوجہد کررہے تھے، وہ گیتا کا باقاعدگی سے جاپ کیا کرتے تھے۔ وہ بہت پختہ عہد نبھانے والے تھے۔ ان کے بلند اخلاق اور رگ وریشے میں پھڑکنے والی بہادری کے بہت سے قصّے مشہور ہیں۔ اِن خوبیوں کا ترغیبی منبع گیتا ہی تھا۔

گیتا اُس وقت کے انقلابیوں کے لیے حوصلہ بڑھانے والی کتاب اور اُن کی تحریکِ آزادی کی فلسفیانہ اساس بن گئی تھی۔

स्वधर्ममपि चावेक्ष्य न विकम्पितुमर्हसि |

धर्म्याद्धि युद्धाच्छ्रेयोऽन्यत्क्षत्रियस्य न विद्यते || (गीता 2.31)

(مطلب یہ بھی ہے کہ اپنے مذہب کے نقطۂ نظر سے بھی تجھے ہچکچانا نہیں چاہیے کیوں کہ کشتریہ کے لیے مذہبی جنگ سے زیادہ مقدّس کوئی اور فائدہ مند فرض نہیں ہے۔)

ایک عظیم جنگجو سبھاش چندر بوس ''نیتاجی'' کے لقب سے پہچانے جاتے تھے۔ وہ گیتا کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ وہ روزانہ صبح معمولات کے کام کرکے گیتا کا مطالعہ کرتے تھے۔ گیتا کے مطالعے نے اُن میں استقامت، شجاعت اور بے خوفی جیسی خوبیاں پیدا کردیں۔ نیتاجی نے آزاد ہندفوج تیار کی اور برطانوی فوج کو ناکوں چنے چبوادیے۔ اس فوج کے کیپٹن ایس۔ایس۔ راؤ کا کہنا ہے کہ ایک بار بھیانک فائرنگ کا سامنا کرتے ہوئے بھی نیتاجی نہایت بے خوفی سے لڑتے رہے۔ نیتا جی کی اس جرأت اور بے جگری کو دیکھ کر اُن کے دوسرے ساتھی بھی جوش میں آگئے اور آخری دم تک لڑتے رہے۔ کیوں کہ انھوں نے گیتا کے اس جوہر کو اپنے اندر سمولیا تھا۔

सुखदु:खे समे कृत्वा लाभालाभौ जयाजयौ |

ततो युद्धाय युज्यस्व नैवं पापमवाप्स्यसि || (गीता 2.38)

(یعنی سُکھ-دُکھ، نفع-نقصان اور فتح وشکست کو مساوی سمجھ کرلڑنے کا عزم کرلے۔ اِس طرح لڑنے سے تجھے گناہ نہیں ملے گا۔)

لال، بال اور پال کی جوڑی نے، اپنے قوم پرستانہ نظریے سے متّحد ہوکر ہندوستان میں تحریکِ آزادی کی مضبوط بنیاد رکھنے میں ایک یادگار کردار ادا کیا ہے۔

لال کا مطلب ہے لالہ لاجپت رائے جنھیں پنجاب کیسری بھی کہا جاتا ہے۔ سائمن کمیشن کے خلاف بغاوت کے عظیم منصوبہ کار۔ انھوں نے گیتا کا گہرا مطالعہ کیا اور اس طرح وہ گیتا کے جوہر تک پہنچے۔ اس کی تصدیق اُن کے اپنے الفاظ سے ہوتی ہے۔

''گیتا کا خاص عقلی پہلو یہ ہے کہ دُنیا میں جتنی بھی بیرونی مخالفت، نابرابری اور بے ربطی نظر آتی ہو، پھر بھی اِن تمام بے ضابطگیوں میں بہرحال ایک اٹوٹ اتّحاد، ایک ابدی کمال موجود ہے۔ فرائض اور احساسات میں اگر تفاوت نظر آئے تو وہ صرف اظہار کی حد تک ہی ہے۔ اپنی اصل میں دونوں یکساں ہیں۔ گیتا اس عظیم جوہر کو بہت خوبصورت اور متاَثّر کُن انداز میں بیان کرتی ہے۔

कर्मण्येवाधिकारस्ते मा फलेषु कदाचन |

मा कर्मफलहेतुर्भूर्मा ते सङ्गोऽस्त्वकर्मणि || (गीता 2.47)

(یعنی تیرا حق صرف اور صرف کرم کرنے میں ہے۔ اس کے پھل پر کبھی تیرا حق نہیں۔ لہٰذا تو کرموں کے پھل کی منت مت بن۔ بالفاظِ دیگر پھل کی امیّد لگائے بنا فریضہ مان کر کرم کرتا رہ اور تیرے کرم نہ کرنے میں بھی بدعقیدگی نہ ہو۔)

تثلیث میں سے دوسرے 'بال' جو ایک معروف حریّت پسند مجاہدِ آزادی بھی تھے۔ اُن کا عرفی نام ''لوک مانیا'' تھا۔

''سوراج میرا پیدائشی حق ہے اور میں اِسے حاصل کر کے رہوں گا۔'' اس نعرے کے خالق لوک مانیہ بال گنگادھر تلک کو جب برطانوی حکومت نے غداری کا اِلزام لگا کر برما کی مانڈل جیل میں قید کیا تو وہاں انھوں نے ''گیتا رہسیہ'' (گیتا کا راز) نامی ایک کتاب لکھی۔ جس میں انھوں نے شریمد بھگود گیتا کے کرمایوگ کو تفصیل سے بیان کیا۔ اِس کتاب میں یہ فلسفیانہ نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ ہمیں نجات کو مدّنظر رکھتے ہوئے دنیاوی فرائض ادا کرنے چاہییں۔ اِس کتاب میں انھوں نے عوام کو دنیاوی زندگی میں حقیقی فرائض کا درس دیا ہے۔ ارجُن کو مخاطب کر کے شری کرشن نے کچھ یوں کہا تھا...

नियतं कुरु कर्म त्वं कर्म ज्यायो ह्यकर्मण: |

शरीरयात्रापि च ते न प्रसिद्ध्येदकर्मण: || (गीता 3.8)

(یعنی تو صحیفے پر منحصر اپنے مذہبی فرائض کے اعمال انجام دے، کیوں کہ کرم نہ کرنے کی بہ نسبت کرم کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اِسی طرح کرم نہ کرنے سے آپ کے جسم کی کفالت بھی نہ ہو سکے گی۔)

تین کی جوڑی کے تیسرے مجاہدِ آزادی ہیں 'پال'۔ بپن چندر پال ''بنگال کے شیر'' کے طور پر بھی پہچانے جاتے ہیں۔ انھوں نے اُپنیشد، گیتا وغیرہ جیسے صحیفوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ اِسی لیے انھوں نے ذات پات اور دیگر سماجی برائیوں کی کُھل کر مخالفت کی۔ گیتا کے علم کی بدولت ایک بہترین خطیب اور ماہرِ تعلیم بن گئے اور آزادی کے پُرجوش حامیوں میں اُن کا شمار نمایاں مقام پر کیا جانے لگا۔

اِس طرح گیتا کی بے نیازی اور خودی کی یہ تعلیم لال، بال اور پال کی اِس تثلیث کے ذریعے کی جانے والی جدوجہد آزادی کی جڑ ہے۔

एवं प्रवर्तितं चक्रं नानुवर्तयतीह य: |

अघायुरिन्द्रियारामो मोघं पार्थ स जीवति || (गीता 3.16)

(مطلب کہ اۓ پارتھ، جو انسان اِس دنیا میں روایت کے مطابق تخلیق کے چکّر پر نہیں چلتا، یعنی اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کرتا، وہ انسان بس اپنے حواس کے ذریعے لطف اندوزی میں ہی لگا رہتا ہے۔ ایسے انسان کی پیدائش بے کار محض ہے۔)

یہ باتیں تو تھیں عسکریت پسند مجاہدین آزادی کی ذاتی قوت، بے خوفی اور گیتا کے علم کے متعلق، لیکن عدم تشدّد کے راستے بھارت کو آزادی دِلانے کا سہرا جن کے سر باندھا جاتا ہے وہ بھارت کے راشٹر پتا گاندھی جی ہیں۔ وہ گیتا کے بہت بڑے عقیدت مند تھے۔ مہاتما گاندھی جی کہتے ہیں ''جب میں مایوس، افسردہ اور فکر مند ہوتا ہوں تو میں ماں گیتا کی پناہ لیتا ہوں۔'' گاندھی جی کی زندگی پر شریمد بھگود گیتا کے علم کے انمِٹ نقوش ثبت تھے۔ انھوں نے گیتا کے ''اناسکتی یوگ'' کا گجراتی ترجمہ بھی کیا تھا۔

مہاتما گاندھی نے شریمد بھگود گیتا کو عالمی مذہب کا ایک صحیفہ کہا ہے۔ گیتا سادہ اور بدیہی انداز میں گہرے اقدار کو بیان کرتی ہے۔ اِن اقدار کا گاندھی جی کی زندگی اور شخصیت پر گہرا اثر تھا۔ گاندھی جی خود کہتے ہیں کہ ''میری رائے میں گیتا سمجھنے میں بہت سہل اور آسان کتاب ہے۔ یہ کچھ بنیادی پہیلیاں پیش کرتی ہے جن کے حل بلاشبہ نسبتاً مشکل ہیں۔ لیکن گیتا کا عمومی رویہ میری رائے میں، چراغ کی طرح روشن ہے۔ یہ کسی بھی مسلّمہ تنازعے سے پاک ہے۔ یہ دل اور دماغ دونوں کو سکون بخشتی ہے۔ یہ تصنیف فلسفہ اور عقیدت دونوں سے بھری ہوئی ہے۔ اس کا اثر عالمگیر ہے اور زبان ناقابلِ یقین حد تک سادہ ہے۔

بُھودان تحریک کے بانی آچاریہ وِنوبا بھاوے، جنہیں گاندھی جی کا روحانی جانشین سمجھا جاتا ہے نے گیتا پر بہت سے لیکچر دیے اور اُن کی کتابیں ''گیتا پروچنو'' اور ''گیتا چنتینکا'' آج بھی مقبول اور فکر انگیز ہیں۔ ونوباجی نے گیتا کی عظمت کو صاف الفاظ میں بیان کرتے ہوئے کہا ''جتنا میرا جسم ماں کے دودھ پر منحصر ہے اتنا یہ میرا دل اور دماغ گیتا کے دودھ سے پرورش پاتا ہے۔ عقیدت اور عمل کے ان دو پروں سے میں بساط بھر گیتا کے آسمان پر اُڑان بھرتا رہا ہوں۔ گیتا میری جان ہے۔ جب میں گیتا کے متعلق کسی سے گفتگو کرتا ہوں تب گیتا ساگر پار کرتا ہوں اور جب میں تنہا ہوتا ہوں تب پھر اُس کے امرت ساگر میں ڈبکی لگانے بیٹھ جاتا ہوں۔''

یوں بھارت کی آزادی کے لیے، مفادِ عامّہ کی خاطر بے شمار عظیم ہستیوں نے اپنی زندگی وقف کردی۔ اُس کی بنیاد میں گیتا کے اِس اشلوک سے ترغیب لی گئی ہوگی۔

कर्मणैव हि संसिद्धिमास्थिता जनकादय: |
लोकसंग्रहमेवापि सम्पश्यन्कर्तुमर्हसि || (गीता 3.20)

(یعنی جَنک وغیرہ جیسے اہلِ علم بھی ''اسکتی'' (لگاؤ) کے کرم (عمل) یا برتاؤ کے ذریعے ہی بلند مقام حاصل کیا ہے۔ اِسی لیے عوامی مزاج کو مدّنظر رکھ کر بھی تو کرم کرے یہی مناسب ہے۔ بالفاظِ دیگر تیرے لیے کرم (عمل) کرنا ہی سب سے مناسب ہے۔)

بھارتی تہذیب کے محافظ اور تہذیب کو تقویت دینے والے معروف اور گُمنام مجاہدینِ آزادی اور عظیم شخصیات نے بھگود گیتا کا مطالعہ کرکے اور اُس پر عمل کر کے معاشرے کے لیے عظیم مثالیں قائم کی ہیں۔ ہمارے لیے ان عظیم ہستیوں کی زندگی اور گیتا کا گیان قابلِ تقلید ہے۔

यद्यदाचरति श्रेष्ठस्तत्तदेवेतरो जन: |
स यत्प्रमाणं कुरुते लोकस्तदनुवर्तते || (गीता 3.21)

(یعنی بہترین انسان جس پر عمل کرتا ہے، دوسرے لوگ بھی اُسی پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ جو کچھ وہ ثابت کرتا ہے، پورا انسانی گروہ اس کے مطابق برتاؤ کرنے لگتا ہے۔)

مشق

- **مندرجۂ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیجیے :**

(1) روزمرہ زندگی میں نیتاجی سبھاش چندر بوز کا کیا اصول تھا ؟

(2) لال، بال اور پال، اس تثلیث کے نام بتائیے۔

(3) لوک مانیہ تِلک نے لوگوں کو کیا نعرہ دیا ؟

- **مندرجۂ ذیل سوالات کے دو-تین جملوں میں جواب لکھیے :**

(1) بھگود گیتا کے متعلق گاندھی جی کی رائے لکھیے۔

(2) لوک مانیہ تلک کے بموجب گیتا کا مقصد کیا ہے ؟

- **مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جواب لکھیے :**

(1) مجاہدینِ آزادی کی تحریک میں بھگود گیتا کس طرح ایک ترغیبی قوت ثابت ہوئی ہے، آپ کے الفاظ میں بیان کیجیے۔

(2) گیتا کے تئیں ونوبا بھاوے کا رجحان واضح کیجیے۔

- **ذیل میں دیے گئے حصّہ 'الف' سے حصّہ 'ب' کی مناسب جوڑیاں بنائیے :**

'الف'	'ب'
(1) خودی رام بوز	(1) شیرِ بنگال
(2) سبھاش چندر بوز	(2) ستیہ کے پریوگ
(3) گاندھی جی	(3) پنجاب کیسری
(4) بال گنگادھر تِلک	(4) بنگ بھنگ آندولن
(5) لالہ لاجپت رائے	(5) آزاد ہند فوج
(6) بپن چندر پال	(6) گیتا رہسیہ

طلبہ کی سرگرمی :

(1) '1857 نومہاسنگرام' مصنف : پنڈت ستیہ نارائن شرما۔ ترجمہ : ریکھا بین دوے۔ کتاب حاصل کرکے پڑھیے۔

(2) اُوماشنکر جوشی کی تصنیف ''کرن-کرشن''، 'یُدھشٹر یُدھ وِشاد'، کوی نہانالال کی تصنیف 'بھرت گوترنا لجّا چیر' وغیرہ حاصل کرکے اس کا مطالعہ کیجیے۔

(3) Youtube نیز Google پر سے شریمد بھگود گیتا انقلابی بہادر، تحریکات، مجاہدینِ آزادی وغیرہ کے متعلق معلومات تلاش کیجیے اور پڑھیے۔

(4) گیتا پر مبنی فکری اقوالِ زریں کا سلسلہ تیار کیجیے جسے سوشیل میڈیا پر مشتہر کیا جائے۔

اساتذہ کی سرگرمی :

(1) کرانتی تیرتھ شیام جی کرشن ورما، مانڈوی (کچھ) کی ملاقات دورہ کرنا اور معلومات فراہم کرنا۔

(2) گیتا پڑھنا، تقاریر نیز اسکول کی سطح پر گیتا اور مجاہدینِ آزادی کا احاطہ کرنے والی مختلف سرگرمیاں۔

(3) علم، عقیدت، کرم وغیرہ جیسی خدماتی سرگرمیوں اور منصوبوں کا دورہ کرنا۔ ان میں براہِ راست شرکت کرنا اور طلبہ کو شامل کرنا۔

(4) گیتا جینتی کا اہتمام کرنا، کوئز جیسے مقابلوں کا انعقاد اور کتابوں پر تبصرہ وغیرہ جیسی سرگرمیاں انجام دینا۔

• • •

نوٹ

نوٹ